دو عظیم خواتین

تحریر: قاری نوید مسعود ہاشمی

ملک کے اندر انسانی حقوق کی پامالی کس حد تک ہو رہی ہے اس بات کا اندازہ ڈیفنس آف ہیومن رائٹس کی انچارج محترمہ آمنہ مسعود جنجوعہ کو سن کر اور جامعہ حفصہؓ کی پرنسپل محترمہ ام حسان صاحبہ کی دکھ بھری کہانیوں کو سن کر لگایا جا سکتا ہے اول الذکر خاتون کے شوہر مسعود جنجوعہ گزشتہ کئی سال سے لاپتہ ہیں، خاتون کا یہ کہنا ہے کہ ان کے شوہر کو خفیہ اداروں نے غائب کر رکھا ہے جبکہ ثانی الذکر خاتون کا 20 سالہ اکلوتا بیٹا حافظ حسان، 70 سالہ ساس، عبدالرشید غازیؒ جیسا نامور دیوبندی سکالر وں دیگر طلباء و طالبات سمیت شہادتوں کے جام نوش کر کے ہمیشہ کیلئے ان سے جدا ہو چکے ہیں ان دونوں عفت مآب خواتین کی داستانیں بڑے بڑے پتھر دل والوں کو بھی خون کے آنسو رونے پر مجبور کر دیتی ہیں، محترمہ آمنہ مسعود اپنے لاپتہ شوہر کی تلاش میں نکلیں اور پھر سینکڑوں دیگر لاپتہ افراد کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کی امیدوں کا مرکز و محور بن گئیں، انہوں نے 4 ستمبر 2006ء سے لاپتہ افراد کے معاملے کیلئے پر امن اور طویل جدوجہد کا آغاز کیا، اس دوران انہوں نے قومی اسمبلی کے مین گیٹ کے سامنے شاہراہ دستور پر کئی ہفتے احتجاجی کیمپ بھی لگائے رکھا، میں نے اس وقت بھی محترمہ کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ یہ لاچار، بے بس اور بڑا مشکل کام ہے قومی اسمبلی کے سامنے آپ کا رونا دھونا فضول جائے گا، اس اسمبلی سے حقوق نسواں کے نام پر فحاشی بل تو منظور ہو سکتا ہے لیکن لاپتہ افراد کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کیلئے شاید خیر کا کوئی پہلو نہ نکل سکے، اور میرا کہا ہوا یوں حرف بحرف سچ ثابت ہوا کہ سابق ''نا رینجی اسمبلی'' اپنی مدت تو پوری کر گئی، مگر ان روتی ہوئی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کیلئے کچھ بھی تو نہ کر سکی محترمہ آمنہ نے ڈیفنس آف ہیومن رائٹس کے پلیٹ فارم سے جی ایچ کیو کے سامنے بھی ایک دفعہ مظاہرے کا اہتمام کیا، اس مظاہرہ کے دوران ان کے کمسن بیٹے کو ان کی آنکھوں کے سامنے بدترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور دیگر خواتین اور بچوں کو نہ بخشا گیا، بہرحال محترمہ نے دیگر لاپتہ افراد کی ماؤں، بہنوں کے ساتھ اپنے احتجاج کا سفر جاری رکھا اور احتجاج کو سپریم کورٹ کے احاطے تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئیں، چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کے ہاتھوں میں میزان عدل تھا، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر روز آنسو بہاتی ماؤں بہنوں کی تصویریں اور خبریں شائع ہو رہی تھی، ان خبروں کو پڑھ کر نہ تو ایوان صدر میں کوئی حرکت پیدا ہو رہی تھی اور نہ ہی ایوان وزیر اعظم جنبش میں آ رہا تھا، وفاقی وزراء کی فوج ظفر موج بھرے انداز میں ان روتی سسکتی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کے قریب سے اپنی گاڑیاں یوں تیزی سے گزار کر لے جاتے کہ سڑک کی دھول سے ان عفت مآب ماؤں، بہنوں کے چہرے اٹ جاتے، ایسے میں چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے سوموٹو ایکشن کے تحت کیس سماعت کیلئے منظور کر لیا، پولیس اور دیگر قانون نافذ کرنے والے ادارے اس بات سے منکر تھے کہ کوئی لاپتہ شخص ان کی تحویل میں ہے خود پاکستان کے ''نا رینجی صدر'' متعدد بار عوامی اجتماعات میں یہ ''سچ'' بول چکے تھے کہ لاپتہ افراد کو جہادی تنظیموں والے لے گئے ہیں، خفیہ اداروں والوں نے کسی شخص کو اغوا نہیں کیا..... جب ملک کا سربراہ اتنا بڑا ''سچ'' بول رہا ہو تو یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہ جاتی، لیکن بھلا ہو چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کا کہ انہوں نے مختلف سماعتوں کے دوران سینکڑوں پاکستانیوں کو لاپتہ کرنے والوں کے ایسے کس بل نکالنے شروع کئے کہ ان کے ذمہ داروں کو عدالت کے کٹہرے میں کانپتی ٹانگوں کے ساتھ کئی افراد دہا کرنا پڑے اور یوں چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے ایک سو سے زائد لاپتہ افراد کو برآمد کرنے کا انوکھا کارنامہ سرانجام دے کر ملک کے ''نا رینجی صدر'' محترم کے ان بیانات کے نا رپود کھیر کر رکھ دیئے کہ جس میں وہ فخریہ کہا کرتے تھے کہ لاپتہ افراد کو جہادی تنظیموں والے لے گئے ہیں، چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کو انصاف کے تقاضوں کے مطابق فیصلے کر رہے تھے، مگر سازش کرنے والوں کو ان کے یہ فیصلے ہضم نہیں ہو رہے تھے اور پھر وہی کچھ ہوا جس کا ڈر تھا، یعنی چیف جسٹس کو معزول کر کے نظر بند کر دیا گیا، یہ داستان پھر بھی نہ رکی اس دوران محترمہ آمنہ اور ان کے ساتھ دیگر لاپتہ افراد کی مائیں، بہنیں، بیٹیاں مسلسل احتجاجی مظاہرے کرتی رہیں، جاننے والے جانتے ہیں کہ اگر کوئی باقاعدہ جماعت بھی مظاہرہ ارینج کرتی ہے تو اس کے لئے اسے ٹھیک ٹھاک محنت اور پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے کیا کبھی کسی نے اس بات پر غور کیا ہے کہ محترمہ آمنہ اور دیگر لاپتہ افراد کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کیلئے یہ مظاہرے کرنا کس قدر مشکل ہو گا، لیکن اپنے پیاروں کی تلاش میں انہوں نے یہ مشکل ترین مراحل بھی طے کر لئے، چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری دوبارہ معزول ہوئے تو ان ماؤں، بہنوں کی امیدوں کے چراغ بھی بجھ گئے، چیف جسٹس کے انصاف سے انہیں بڑی امیدیں تھیں، انہیں توقع تھی کہ ایک نہ ایک دن ان کے پیارے عدالت انہیں ضرور بلا دے گی، لیکن جب ایمرجنسی کی برکت سے ان پر انصاف کے تمام دروازے بند ہوئے تو محترمہ آمنہ جنجوعہ نے ہمت پھر بھی نہ ہاری ایمرجنسی کے نفاذ کے باوجود وہ لاپتہ پاکستانیوں کی ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو لئے اسلام آباد کی سڑکوں پر احتجاج کر رہی ہیں اسلام آباد بڑے بڑے محلات والوں کا شہر ہے اسلام آباد حکمرانوں کا شہر ہے حکمرانوں کے اس شہر میں محترمہ آمنہ جنجوعہ کی قیادت میں سسکتی، روتی، نعرے لگاتی ہوئی مائیں،

بہنیں، بیٹیاں اب کس کے در پر جائیں..... کس سے انصاف مانگیں، کس سے منصفی چاہیں؟ اب تو ان پر عدالتوں کے دروازے بھی بند کر دیے گئے ہیں، کون ہے جو ان ماؤں، بہنوں کے سروں پر دست شفقت رکھے گا؟ ان کے پیارے کہاں ہیں اس کی خبر اب انہیں کون دے گا؟ گزشتہ دنوں آبپارہ چوک میں محترمہ آمنہ جنجوعہ نے احتجاجی مظاہرے کے دوران جب خطاب کیا تو کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو ان کے دکھ کو سن کر نہ روتی ہو، وہ تقریر کرتے ہوئے خود بھی رو رہی تھیں اور مظاہرے میں شریک لوگ بھی رو رہے تھے اور میں سوچ رہا تھا کہ وفاقی وزیر برائے انسانی حقوق انصار برنی کب ان ماؤں، بہنوں کے انسانی حقوق کا مسئلہ حل کریں گی، اگر محترم انصار برنی اپنی وزارت کے دوران ان پاکستانی بیٹیوں کا مسئلہ بھی حل نہ کر سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے دامن پر ساری عمر کیلئے ایک بدنما داغ بن جائے گا.....

قارئین محترم! محترمہ ام حسان صاحبہ کا تذکرہ کسی دوسرے کالم کیلئے اٹھا رکھتا ہوں، اس لئے کہ ان کی مظلومانہ داستان اس قدر طویل ہے کہ اس کے لئے ایک مستقل کالم درکار ہوگا، بہرحال میرے نزدیک عفت مآب محترمہ آمنہ ہوں یا پھر محترمہ ام حسان، یہ دونوں خواتین عظمتوں کا ایسا روشن مینار ہیں کہ جن کی بے مثال جدوجہد اور قربانیاں انہیں دوسری خواتین سے ممتاز رکھیں گی۔

☆☆☆